حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے احوال و آثار، کمالات و مقامات محاسن و اوصاف

اور اہل ایمان ہونے کا دلائل و براہین کی روشنی میں ایمان افروز تذکرہ

ایمانِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحریر و تحقیق

محمد یسین نقشبندی قصوری
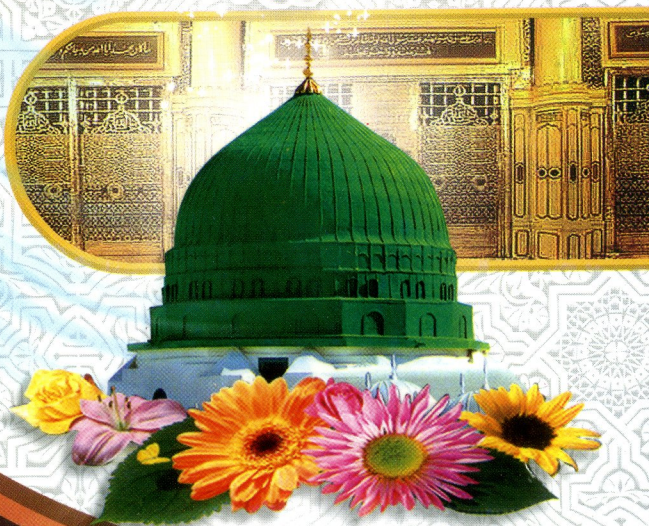
ادارہ علم و ادب
والٹن روڈ لاہور
0300-4455710

نام کتاب — ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف — محمد یٰسین قصوری نقشبندی

زیر اہتمام — ادارہ علم ادب

ہدیہ

مفت ملنے کے پتے

طیب کریانہ سٹور رینجر ہیڈ کوارٹر

جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجر پورہ، باغبانپورہ، لاہور

ادارہ علم وادب

35:k گلی نمبر 1 (نورانی سٹریٹ) شائین کالونی، والٹن روڈ لاہور

ابتدائیہ

ہر نبی اپنی سیرت وکردار، معجزات وکمالات اور تعلیمات و پیغامات کے اعتبار سے اپنے زمانہ میں ایک ممتاز شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔ نبوت ایک ایسا وصف ہے جو نبی سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور رسالت ایسی صفت ہے جو رسول سے منقطع نہیں ہوتی۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات انوارِ باری تعالیٰ کی مظہر، توحید خداوندی کی دلیلِ ناطق اور جامع الصفات ہے۔

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضاداری
آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں برسرِ منبر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے کہا تھا:

وَاَحۡسَنَ مِنۡکَ لَمۡ تَرَقَطُّ عَیۡنِیۡ وَاَجۡمَلَ مِنۡکَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّاً مِّنۡ کُلِّ عَیۡبٍ کَاَنَّکَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَاءُ

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب کہا:

بَلَغَ الۡعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتۡ جَمِیۡعُ خِصَالِہٖ صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَآلِہٖ

حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ یوں اظہار محبت کرتے ہیں:

کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

حضرت علامہ اقبال قادری رحمہ اللہ تعالیٰ یوں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح وقلم تیرے ہیں

ایک عاشق رسول یوں عرض گذار ہیں:

یَا صَاحِبَ الۡجَمَالِ وَ یَا سَیِّدَ الۡبَشَرِ مِنۡ وَّجۡهِكَ الۡمُنِیۡرُ لَقَدۡ نُوِّرَ الۡقَمَرُ
لَا یُمۡكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ایک فنافی الرسول شاعر یوں اظہارِ عقیدت کرتا ہے:

مغزِ قرآن، روحِ ایمان، جانِ دین
ہست حُبِّ رحمۃٌ للعالمین

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسلمان کی لازوال دولت اور نعمت غیر مترقبہ ہے، جس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تقاضا ہے کہ امتی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا میلاد پاک منا کر، محفلِ نعت منعقد کر کے، نعت رسول ﷺ پڑھ کر یا سُن کر یا فضائل و کمالاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُن کر یا بیان کر کے اظہارِ عقیدت کرتا ہے وہاں زندگی کے ہر شعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کو بھی اپنائے۔ اس سے بڑھ کر اپنی اصلاح عقائد کرتے ہوئے والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صاحبِ ایمان اور اہلِ جنت تسلیم کرے۔

راقم نے 1989ء میں جناب گل احمد فیضی صاحب (ایڈیٹر ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور) کے حکم پر ماہنامہ "ضیائے حرم" کے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمبر کے لیے "ایمانِ والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" کے عنوان سے مقالہ لکھا جو قارئین نے بہت پسند کیا اور اس کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا مشورہ دیا۔ مقالہ کا اصل مسودہ حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1999ء بانی دارالعلوم حنفیہ، قصور) کی خدمت میں پیش کیا گیا جو انہوں نے نظرِ تحسین سے دیکھا اور اس پر محققانہ انداز میں تقریظ تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔ تقریظ سے مضمون کی افادیت میں مزید اضافہ ہوا۔

اب یہ مقالہ اضافات وترمیم اور جدید ترتیب کے ساتھ کتابی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے جو علماء، طلباء، قراء، نعت خوان حضرات اور عوام کے لیے عظیم تحفہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ راقم کے والدین اور مؤلف کے لیے ذریعہ نجات بنائے بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ آمین!

طالبِ دعا:

محمد یسین قصوری نقشبندی

ادارہ علم وادب: E35-K گلی نمبر 1 (نورانی سٹریٹ)
شاہین کالونی، والٹن روڈ، لاہور کینٹ
۱۲/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ بمطابق 2012ء
Cell: 0300 - 44 55 710

از: علامہ حسن رضا خاں حسن بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ہے پاک رُتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر تیرے آگاہِ راز کا

غش آگیا کلیم سے مشتاق دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

ہر شئے سے ہیں عیاں میرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بے کسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سُنا جو رحمتِ بے کس نواز کا

مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندے پہ تیرے نفس لعین ہو گیا محیط
اللہ کر علاج میرے حرص و آز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

نعتِ مصطفیٰ

از: امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں ۔۔۔ جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں ۔۔۔ جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اِک دِل ہمارا کیا ہے آزار اُس کا کتنا ۔۔۔ تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو ۔۔۔ جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہوں گے ۔۔۔ اب تو غنی کے در پر بستر جما دیے ہیں

اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے ۔۔۔ ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب ۔۔۔ کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اُٹھا دیے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو ۔۔۔ مشکل میں ہیں براتی پرخار بنا دیے ہیں

اللہ ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا ۔۔۔ رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا ۔۔۔ دریا بہا دیے ہیں دُر، بے بہا دیے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

تقریظ

شیخ طریقت وشریعت حضرت العلام ابوالعلاء مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ

بانی : دارالعلوم حنفیہ قصور

حَـامِدًا وَّ مُسْلِمًا ، اَمَّا بَعْدُ ! فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی قصور نے رسالہ "التحقیق العمیق فی ایمان اباء النبی الشفیق" بفضلہ تعالیٰ من اولہ واخرہ مطالعہ اور ملاحظہ کیا' میں نے اسے اسم بامسمّٰی پایا۔ مؤلف رسالہ ہذا کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ جلیلہ سے ان کے بیان میں اور زورِ بیان عطا فرمائے، مدینہ طیبہ کی بار بار حاضری نصیب فرمائے۔

(۱) اس سلسلے میں معترضین کا آیت: واذ قال ابراھیم لابیه آزر سے استدلال کرنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر تھا اور آزر مشرک یہ استدلال غلط ہے۔ اس لیے اگر آزر آپ کا اب حقیقی ہوتا تو آزر "ابیہ" کا بدل نہ آتا جیسا کہ: واذ قال یوسف لابیه میں یعقوب بدل نہیں آیا کیونکہ آپ اَبِ حقیقی ہیں، مگر آزر "اب" حقیقی نہیں۔ اگر اَبِ حقیقی ہوتے تو ان کو بدل کے طور پر نہ لایا جاتا۔ آپ کے باپ کا نام تارخ تھا۔

(۲) حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہیں تو مچھلی جنتی بن جائے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس ماں کے پیٹ میں رہے وہ جنتی کیوں نہ بنے؟

(۳) زمانہ فترت (انقطاع وحی کا زمانہ جو چھ سو سال کا ہے) کے لوگ جبکہ کفر وشرک سے ملوث نہ ہوں تو ناجی ہوتے ہیں۔ آپ کے والدین کریمین بھی زمانہ فترت کے افراد ہیں لہٰذا جنتی ہیں۔

(۴) شرح فقہ اکبر میں جو لکھا ہے: ماتا علی الکفر ای علی عھد الکفر وہ اصل عبارت

یوں ہے: ماتا علی الفترت، بعض نسخوں میں ہے ماتا علی الفطرت۔ حرمین شریفین کے کتب خانہ میں جو شرح فقہ اکبر کا نسخہ ہے اس میں یوں ہے: ماتا الفترۃ اور ماتا علی الفطرۃ، ماتا علی الکفر ہو گیا۔ تطاول زمانہ وکتابت دوران سے ماتا علی الکفر ہو گیا۔

(۵) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے والدین کریمین کو زندہ کر کے اسلام پیش کرنا۔

اس روایت کو بعض لوگ خلاف عقل اور خلاف نقل قرار دیتے ہیں۔ وہ سمجھیں کہ علامہ شامی نے کہا کہ جب سورج کو واپس لوٹا کر اللہ تعالیٰ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ عصر کو قبول کر سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زندہ فرما کر ان کے ایمان کو بھی قبول فرما سکتا ہے۔ (فتاویٰ شامی)

(۶) حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم مبارک وضاحت کر رہے ہیں کہ یہ ذی شرف جوڑا شرک سے ملوث نہ تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اللہ کا بندہ۔ آمنہ: امن میں رہنے والی، جہنم کی آگ سے امن میں رہنے والی۔

(۷) ''وَارزق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللّٰہ والیوم الاخر'' آپ کی اولاد سے وہ کون ہیں؟ وہ یہی ہیں!

(۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک رومال سے سرکار نے چہرہ مبارک کو خشک کیا تو آگ اس پر اثر نہ کرتی۔ یہاں تک کہ اگر رومال میلا ہو جاتا تو تندور میں ڈالتے تو میل کچیل جل جاتی اور رومال صاف ہو جاتا تو اس کو آگ سے نکال لیتے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ جن کے برج مبارک میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ ماں کیسے جہنم کی آگ میں جائے گی؟

(۹) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر (انور) کی زیارت کی۔ قبر (انور) کی زیارت کرنا ہی ان کے ایمان کی بین دلیل ہے۔

کیونکہ قرآن فرماتا ہے: ولا تقم علی قبرہ اے محبوب! اس (کافر) کی قبر پر کھڑے نہ ہوں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ (معاذ اللہ) کافرہ ہوتیں تو زیارت قبر کی اجازت نہ ملتی۔ جب بفضلہٖ تعالیٰ بخشی ہوئی ہیں تو دعا مغفرت کی ضرورت نہیں۔

(۱۰) اللّٰھم اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء، ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب ط

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم مومن تھے تب ہی آپ نے دعا کی: رب اغفرلی ولوالدی، اگر کافر ہوتے تو مغفرت کی دعا نہ کرتے۔

واضح طور پر ثابت ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین اور آباؤ اجداد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے کر حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام تک ساری کی ساری دونوں لڑیاں باپوں کی ماؤں کی ستھری، پاکیزہ اور ایماندار ہیں۔

فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری رضوی برکاتی

شیخ الحدیث وناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور

5 دسمبر 1996ء

حالاتِ والدینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت آدم کے فرزند عظیم، رشک ملائکہ، حسن و جمال کے پیکر، نور الٰہی کے امین، جگر گوشہ عبدالمطلب، خاتون آمنہ کے مثالی شوہر اور پدر مصطفیٰ سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت 554ء 24 جلوس نوشیروانی میں ہوئی۔ {1}

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامہ حضرت عدنان تک متفقہ ہے، اس سے اوپر کثیر اختلاف پایا جاتا ہے۔ {2} آپ کا نسب یوں بیان کیا جاتا ہے: عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن عدنان بن مقوم بن فاحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن ثابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن داعو بن ساروغ بن داعو بن فاتح بن عیبر بن شالخ بن ازفخشد بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم علیہم السلام و رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ {3}

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد، نام عبداللہ اور لقب ذبیح تھا۔ بعض سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ آپ کا اصل نام عبدالدار تھا، جب سیدنا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدلے اونٹ بطور فدیہ دیے تھے اس وقت فرمایا تھا: یہ "عبداللہ" ہیں۔ اس کے بعد آپ "عبداللہ" کے نام سے مشہور ہو گئے۔ {4}

{1} دانش گاہ پنجاب یونیورسٹی لاہور: دائرہ معارف اسلامیہ ج12 ص 796

{2} شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: سرور المحزون (فارسی) مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند ص 3

{3} عبدالملک بن ہشام: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المعروف سیرت ابن ہشام مطبوعہ دار الفکر بیروت ج 1 ص 1، شرف النبی (فارسی) ص 186

{4} شیخ محمد رضا: محمد رسول اللہ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور ص 24

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ، حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ کے سب سے چھوٹے اور پیارے بیٹے تھے۔ آپ دوسرے بھائیوں سے حسن و جمال کے لحاظ سے لاثانی تھے۔ ایک دفعہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں اپنے دس بچوں کو نوجوان پالوں، تو ایک لڑکے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ذبح کروں گا۔ آپ کے دس بیٹے جوان ہوگئے۔ اب اپنی نذر کے ایفا کا وقت آچکا ہے۔ اپنی نذر کے سلسلے میں تمام لڑکوں کو جمع کر کے آگاہ کیا۔ تمام نے رضائے الٰہی کے لیے ذبح ہونے کے لیے لبیک کہا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح کے مسئلہ کو قرعہ اندازی کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی۔ قرعہ اندازی میں بار بار حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سامنے آیا۔ آپ نے ملت ابراہیمی قانون کے مطابق صاحبزادہ کو باقی رکھتے ہوئے ایک سو اونٹ ذبحہ کر کے اپنی نذر پوری کی۔ {1}

اسی تاریخی نذر کی وجہ سے سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ذبیح رکھا گیا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انا ابن الذبیحین۔ {2} میں دو ذبیحوں (حضرت اسماعیل حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

باعظمت نام:

آپ کا اصل نام "عبداللہ" تھا لیکن آپ کی خوبیوں اور کمالات کی بناء پر لوگوں نے اور بھی نام رکھے ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں علامہ ابوالحسن بن عبداللہ البکری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے درمیان سے گزرتے تو لوگ آپ کی پیشانی میں چمکتا ہوا نور دیکھتے۔ اس وجہ سے اہلِ مکہ نے آپ کا نام "مصباح الحرم" (حرم کا چراغ) رکھا ہوا تھا۔ {3}

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسن وجمال:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قدرت نے مثالی حسن و جمال عطا فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے بارہا عورتوں نے آپ کو وصال کی دعوت دی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ آپ کے حسن و جمال کی جھلک اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کا معتبر واقعہ یہاں پیش کیا جاتا ہے:

{1} احمد بن عبداللہ البیہقی: دلائل النبوۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ج1 ص 100

{2} محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح بخاری قدیمی کتب خانہ کراچی ج2 ص 50

{3} ابوالحسن بن عبداللہ البکری: کتاب الانوار ومصباح السرور والافکار مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص34

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن و جمال کی شہرت عام تھی اور یہ شہرت ذبیحہ کے واقعہ سے مزید عام ہوئی۔ قریش کی عورتیں آپ کا احترام کرتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو عفت و پاک دامنی کے پردے میں محفوظ فرما دیا تھا۔ اہلِ کتاب (یہود وغیرہ) آپ کی صلب میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کے آثار دیکھتے تو حسد و عداوت سے کام لیتے۔ بعض اوقات آپ کو شہید کرنے کے قصد سے مکہ مکرمہ کے راستوں میں نشست و برخاست کرتے پھر عجیب وغریب آثار دیکھ کر ناامیدی کی حالت میں واپس پلٹ جاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغرض شکار باہر تشریف لے گئے۔ دیکھتے ہیں کہ اہل کتاب کی ایک جماعت ملک شام کی طرف سے آپ کو شہید کرنے کے قصد سے آپ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد جناب حضرت وہب بن مناف بھی اس میدان میں موجود تھے۔ اُنہوں نے خود دیکھا کہ اچانک غیب سے ایسے سوار ظاہر ہوئے جو اس دنیا کے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اُنہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے اہلِ کتاب کو بھگا دیا۔ بعدازاں گھر آئے اور یہ تمام عجیب وغریب واقعہ اپنے اہل خانہ کو سُنایا اور اپنی لڑکی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کرنے کے سلسلے میں مشورہ کیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا گیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دی گئی۔ {1}

زمین، آسمان اور جنت میں خوشیاں:

جب نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر میں منتقل ہوا تو زمین، آسمانوں اور جنت میں خوشیاں منائی گئیں۔ علامہ البکری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد حضرت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم فرشتوں کی صفوں میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر اعلان کر دو۔ ارشادِ الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام نے اعلان کیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کی تکمیل فرما دی اور اپنی مشیت کو پورا فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اپنے نبی کے بھیجنے کے سلسلے میں حق ہے کہ وہ بشیر، نذیر، سراج، منیر، نیکی کی دعوت دینے والا، برائی سے منع کرنے والا، اللہ کی طرف لوگوں کو رغبت دِلانے والا اور امانتدار ہوگا۔ ان کے نور کو

{1} شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوت (فارسی) مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ج 2 ص 12

اللہ تعالیٰ تمام ممالک میں ظاہر فرمائے گا، وہ تمام لوگوں کے لیے رحمت ہوں گے، وہ شرف ورضا کو پسند کرنے والے اور برائی سے اجتناب کرنے والے ہوں گے۔ وہ ایک ایسا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے قبل تم پر منکشف فرمایا تھا۔ ان کا نام آسمانوں پر احمد، زمین پر محمد اور جنت میں ابوالقاسم ہے۔ اس موقع پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وتقدیس، تحمید اور تسبیح پڑھتے ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام کے اعلان کا جواب دیا۔ بعدازاں جنت کے دراز ے کھول دیے گئے، دوزخ کے دروازے بند کر دیے گئے اور حور وغلماں خوشی سے جھوم اُٹھے۔ حوروں نے اپنے آپ کو سجالیا، پرندے درختوں کی ٹہنیوں پر اللہ تعالیٰ کی تہلیل، تسبیح اور تقدیس کے گیتوں میں مصروف ہوگئے۔ {1}

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حفاظت الٰہی میں:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طرح طرح کے عجیب وغریب خواب بھی آیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک رات پریشان کن خواب دیکھا اور اس سے گھبرا کر اپنے والد ماجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے تو فرمایا: اے میرے بیٹے! تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ تمہیں پریشانی اور مصیبت سے محفوظ رکھے گا جو تم نے خواب دیکھا ہے اس بارے میں مجھے مطلع کیجیے۔ آپ نے اپنے خواب کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا: اے میرے باپ! میں نے خواب میں یہودیوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں اور وہ یہودی بندروں کی شکل میں ہیں گویا اپنے گھٹنوں پر جھکے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی تلواروں کو حرکت دیتے ہوئے میری طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جب میں ان کو ایسی کیفیت میں دیکھتا ہوں تو میں ہوا میں بلند ہوتا ہوں۔ میں بلندی کی حالت میں تھا کہ اچانک آگ کا نزول ہوتا ہے اور میں آگ دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔ وہ آگ ان لوگوں پر گرتی ہے اور انہیں جلا دیتی ہے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے بیٹے! تمہیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر برائی سے بچائے گا اور لوگ اس نور کے سبب تجھ سے حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری پیشانی میں بطور امانت رکھا ہے۔ فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے! خدا کی قسم

{1} ابوالحسن بن عبداللہ البکری: کتاب الانوار ومصباح السرور والافکار مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص39، ایضاً ص35

اگر تمام زمین والے لوگ جمع ہو کر بھی اس نور کو ختم کرنے کی کوشش کریں، تو ختم نہیں کر سکیں گے کیونکہ یہ نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے پاس ودیعت رکھا گیا ہے"۔ {1}

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرافت:

زمانہ جاہلیت میں گناہوں سے بچنا ناممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو ہر عیب سے محفوظ رکھا۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر لے جا رہے تھے کہ راستے میں بنو اسد کی ایک خوبصورت عورت ملی۔ اس نے جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے چہرے کو دیکھا تو فوراً سوال کیا: اے عبداللہ! تم کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا: میں اپنے باپ کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اس (عورت) نے کہا: جتنے اُونٹ تمہاری طرف سے بطور فدیہ ذبح کیے گئے ہیں میں (بطور حق مہر) ادا کروں گی، تم میرے ساتھ شادی کر لو۔ آپ نے جواب دیا: میں اپنے باپ کی مخالفت، فراق اور نافرمانی پسند نہیں کرتا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کو لے کر وھب بن مناف کے پاس آئے۔ وھب اس وقت قبیلہ بنی زہرہ میں حسب ونسب کے اعتبار سے معزز اور سردار تھے۔ اُنہوں نے آپ کا نکاح حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حسب ونسب کے لحاظ سے باعزت خاتون تھیں اس طرح نور محمدی کی مقدس امانت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منتقل ہو گئی۔ {2}

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ بیٹا ایسا ہے جن کو آسمانوں میں احمد اور زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ شیخ محمد رضا لکھتے ہیں:

"حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کی اولاد نہیں تھی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

{1} ابوالحسن بن عبداللہ البکری: کتاب الانوار ومصباح السرور والافکار مطبوعہ مصطفی البابی مصر 35

{2} محمد بن یوسف الشامی: سبل الھدی والرشاد فی سیرت خیر العباد مطبوعہ قاہرہ ج 1 ص 391

کے علاوہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کی تھی"۔ {1}

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صاحبزادوں کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی پیشے کو اختیار فرمایا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بغرض تجارت ملک شام تشریف لے گئے۔ واپسی پر جب سرزمین مدینہ طیبہ پہنچے تو شدید علیل ہو گئے۔ قبیلہ بنونجار کے لوگوں نے بیمار پرسی کی، علالت روز بروز زور پکڑتی گئی، حتیٰ کہ آپ بہت نحیف اور کمزور ہو گئے۔ قافلے کے لوگوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر آپ کے والد محترم حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی بیماری کی اطلاع دی۔ اُنہوں نے اپنے بڑے لڑکے حارث کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ جناب حارث کے پہنچنے سے قبل حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ مدینہ طیبہ میں آپ کی تجہیز و تکفین اور تدفین عمل میں لائی گئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی۔ {2}

حضرت عبداللہ قانع، متقی دنیا و مافیہا سے اجتناب برتنے والے اور مقبول بارگاہ الٰہی تھے۔ آپ دنیا کا مال کثیر تعداد میں جمع نہیں فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا آپ نے دوسرے لوگوں کی طرح بے پناہ اموال بطور ترکہ نہیں چھوڑا تھا بلکہ چند چیزیں تھیں۔ سیرت نگار لکھتے ہیں:

"حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لونڈی (مسماۃ) ام ایمن، پانچ اُونٹ اور کچھ بکریاں بطور وراثت چھوڑیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چیزوں کے وارث بنے"۔ {3}

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

مادرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آمنہ (عیوب سے محفوظ خاتون) اور والد کا نام

{1} شیخ محمد رضا: محمد رسول اللہ مطبوعہ تاج کمپنی، لاہور ص25

{2} دانش گاہ پنجاب یونیورسٹی لاہور: دائرہ معارف اسلامیہ ج12 ص797، الخصائص الکبریٰ ج1 ص42، سبل الہدیٰ والرشاد ج1 ص398

{3} محمد بن یوسف الشامی: سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مطبوعہ قاہرہ ج1 ص 400

وھب تھا۔ نسب نامہ یوں بیان کیا جاتا ہے:

آمنہ بنت وھب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی {1}

آپ کے نسب نامہ میں بھی کوئی فرد ایسا نہیں تھا جس نے کبھی برائی وغیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔

حضرت امام اسماعیل بن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والد ماجد اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسب و نسب کے لحاظ سے اشرف و محترم تھے''۔ {2}

زمانہ قبل از اسلام میں بدکاری، عیاشی، فحاشی اور دیگر جرائم عام تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو تمام عیوب سے محفوظ رکھا ایسے ہی مادرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی عفت وعصمت کے پردے میں رکھا۔ حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''یعنی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانے میں حسب ونسب کے اعتبار سے قریش میں افضل ترین خاتون تھیں''۔ {3}

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے انتقال کے تقریباً سات مہینے بعد بارہ ربیع الاول شریف میں حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ مکرمہ میں ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوب دل بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت وپرورش کا شرف حاصل کیا۔

ایک دفعہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آپ کے ننھیال مدینہ طیبہ میں ملاقات کی غرض سے تشریف لائیں۔ ایک ماہ وہاں قیام کیا بعد ازاں وہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہوگئیں۔ راستے میں شدید علالت کا شکار ہوگئیں۔ سخت بیماری کے باعث سفر کی حالت میں مقام ''ابواء'' (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) پر انتقال کر گئیں۔ اس سفر میں آپ

{1} شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: سرور المحزون (فارسی) مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند ص 3

{2} امام اسماعیل بن کثیر: السیرۃ المحمدیۃ مطبوعہ عیسیٰ البابی قاہرہ ج 1 ص 102

{3} احمد بن عبداللہ البیہقی: دلائل النبوۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ج 1 ص 102

کے ہمراہ اُمِ ایمن (لونڈی) بھی تھی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام ''ابواء'' میں ہی دفن کر دیا گیا اور اُمِ ایمن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکہ مکرمہ میں لا کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سپرد کر دیا۔ {1}

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقامِ ''ابواء'' پر دفن کیا گیا تھا۔ ہجرت کے چھٹے سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کو ساتھ لے کر عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقامِ ''ابواء'' پر پہنچے تو آپ کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو والدہ محترمہ کی قبرانور کی زیارت کی اجازت مل گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبرانور کے قریب آئے اور خوب روئے اور صحابہ بھی روئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صحابہ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے میری والدہ کی محبت یاد آگئی تھی جس وجہ سے میں رو پڑا۔ {2}

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر کتنی تھی؟ اس سلسلہ میں سیرت نگاروں کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ حضرت علامہ جلال الملت والدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد محترم کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی اور آپ کی والدہ محترمہ (حضرت آمنہ) کی بیس سال تھی۔ {3}

{1} علی بن مہر جان الحلبی: سیرت حلبیہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ج 1 ص 172

{2} علی بن مہر جان الحلبی: سیرت حلبیہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ج 1 ص 172

{3} علامہ جلال الدین سیوطی: الدرج المنیفة فی الآباء الشریفة مطبوعہ حیدر آباد دکن ص 3

باب 2

ایمانِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآن کی روشنی میں

بعض لوگ جہاں ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں وہاں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین (فداھما امی وابی) کے ایمان کے مسئلہ کو بھی موضوع بحث بنا رکھا ہے۔ ان کے اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال اس وقت ہو گیا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی شکم مادر میں تھے اور مخدومہ کائنات سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال اس وقت ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ سال تھی اور چونکہ آپ کے والدین نے آپ کے اعلانِ نبوت کا زمانہ نہیں پایا اس لیے وہ مسلمان نہ ہوئے۔ (معاذ اللہ)

راقم جب بھی معترضین کے اعتراضات اور طرزِ گفتگو کا تصور کرتا ہے تو کانپ کانپ جاتا ہے، سارا جسم لرز جاتا ہے اور یہ سوچ کر حیران رہ جاتا ہے کہ اعتراض کرنے والے بھی اسی نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمہ گو ہونے کے مدعی ہیں جن کے والدین کو وہ ایماندار بھی ماننے کو تیار نہیں۔ مزید ستم کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ کو بڑی بے باکی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

درج ذیل سطور میں نہایت اختصار سے والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کا جائزہ قرآن وسنّت، اقوال صحابہ اور اقوال علماء کی روشنی میں لیا جا رہا ہے تاکہ معترضین کے مکروہ پراپیگنڈہ کی اصل حقیقت آپ پر واضح ہو جائے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں چار اقوال ہیں:

1- ان کی وفات دینِ ابراہیمی پر ہوئی۔

2- وہ دینِ فترت پر تھے۔

3- وہ فوت تو دینِ فترت پر ہوئے لیکن اعلانِ نبوت کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں زندہ فرما کر اسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور انہیں مرتبہ صحابیت بھی حاصل ہو گیا۔

4- جبکہ چوتھا گروہ معترضین کا ہے، جن کا کہنا ہے کہ ان کی وفات کفر پر ہوئی۔ (نعوذ باللہ)

مندرجہ بالا چار اقوال میں سے چوتھے قول کو علمائے اسلام نے ردّ کر دیا ہے اور باقی تین

اقوال اختیار کیے ہیں۔ جن کی روشنی میں علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کے والدین کریمین دین ابراہیمی یا دین فترت پر تھے، ان کی وفات عقیدہ توحید پر ہوئی اور وہ قطعی جنتی ہیں۔

قرآنِ پاک سرچشمہ رشد وہدایت ہے۔ یہ کتاب جملہ علوم وفنون کی حامل ہے اور تمام مضامین کی جامع ہے۔ اس میں جہاں دوسرے ہزاروں مضامین بیان ہوئے وہاں ساتھ ساتھ ابوینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کے مسئلہ کو بھی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ پر کثیر آیاتِ مبارکہ ہیں لیکن ہم صرف ایک آیت اور اس کی تفسیر پر اکتفا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین بلکہ تمام آباؤ اجداد کے ایمان کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: **الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین۔** {1} ''جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور (دیکھتا رہتا ہے) جب آپ چک لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا''۔

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یہاں گردش سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے۔ یہاں تک کہ آپ اس امت میں مبعوث ہوئے۔ {2}

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے:

یعنی گردش سے مراد پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل ہونا ہے۔ آیت مبارکہ میں مفسرین نے ساجدین سے مراد مومنین لیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام سے حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک جن کے رحموں اور پشتوں میں جلوہ افروز ہوئے وہ تمام کے تمام صاحب ایمان ہیں۔ {3}

تفسیر جمل میں ہے:

اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت آدم وحوا سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک جن مومن مردوں اور عورتوں اور پشتوں میں آپ منتقل ہوئے ان کو آپ کا رب ملاحظہ کر رہا ہے۔ پس آپ کے تمام آباؤ اجداد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام اہل ایمان ہیں۔ {4}

صاوی علی الجلالین میں ہے: ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ

{1} الشعراء: 219 - 218
{2} علی بن محمد: تفسیر الخازن ج 5 ص 107
{3} امام جلال الدین سیوطی: مسالک الحنفاء ص 40
{4} تفسیر جمل: ج 3 ص 396

صاوی علی الجلالین میں ہے: ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ نے جن مومنین کے رحموں اور پشتوں میں گردش کی اللہ تعالیٰ نے انہیں ملاحظہ فرمایا۔(اس آیت مبارک سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباؤاجداد مومن تھے)۔ {1}

حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے والدین شریفین اہل ایمان تھے، پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی: الذی یریک حین تقوم و تقلبك فی الساجدین اس بات کا ثبوت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آباؤاجداد اللہ تعالیٰ کے منکر نہیں ہو سکتے۔ {2}

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ای فی اصلاب الاباء آدم و نوح و ابراھیم حتی اخرجه نبیا۔ {3} آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آباء کے اصلاب یعنی حضرت آدم، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کی طرف منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی مبعوث فرمادیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول یہ ہے:

ارادو تقلبك فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجك فی هذه {4}

و تقلبك کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی اصلاب میں تبدیل فرماتا رہا یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف حتیٰ کہ اس امت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔

علامہ عبدالرحمٰن بن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تقلبك فی اصلاب الانبیاء حتی اخرجك {5} یعنی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انبیاء کرام علیہم السلام کی اصلاب میں منتقل فرماتا رہا حتیٰ کہ آپ کو مبعوث فرمادیا۔

مفسر شہیر حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: من نبی الی نبی حتی اخرجك نبیا فمعنی الساجدین فی اصلاب الانبیاء والمرسلین من آدم الی نوح والی ابراهیم من بعده الی ان ولدته امه۔ {6}

{1} تفسیر صاوی علی الجلالین ج 3، ص 287 {2} محمد بن احمد قرطبی: الجامع لاحکام القرآن مطبوعہ بیروت ج 13 ص 144

{3} علی بن محمد بغدادی: تفسیر خازن مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ج 4 ص 129

{4} عبدالرحمٰن بن جوزی: زاد المسیر فی علم التفسیر مطبوعہ المکتب الاسلامی ج 6 ص 148

{5} امام اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ ج 6 ص 313

{6} امام جلال الدین سیوطی: التعظیم والمنة فی ان ابوی رسول اللہ ﷺ فی الجنة مطبوعہ حیدرآباد دکن ص 50

یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف اللہ تعالیٰ منتقل فرماتا رہا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث فرما دیا۔ ساجدین کا معنی یہ ہے کہ انبیاء اور مرسلین کی اصلاب میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبدیل فرماتا رہا۔ حضرت آدم سے حضرت نوح علیہما السلام کی طرف، (ان سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اور (ان سے) مابعد آنے والوں کی طرف سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کرتے ہیں: **فالادیة دالة علی ان جمیع اباء محمد ﷺ کانوا مسلمین۔** {1} یعنی یہ آیہ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے۔

حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک مزید قول نقل کرتے ہیں: **عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ "تقلبك فی الساجدین" قال مازال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینقلب فی اصلاب الانبیاء حتی ولدت امہ۔** {2}

اللہ تعالیٰ کے قول "**تقلبك فی الساجدین**" کے بارے میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی اصلاب میں منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم حضرت عبد اللہ اور والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک مومنین مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زمانہ آدم وحوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک نہ کوئی مشرک تھا اور نہ متکبر۔ سورہ شعراء میں اس بارے میں: "**تقلبك فی الساجدین**" ہے۔ یعنی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد) تمام کے تمام عیوب سے پاک اور اسلام کے احکام کے مطابق چلنے والے تھے۔ {3}

صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{1} امام جلال الدین سیوطی: الخصائص الکبری (عربی) مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ج 1 ص 38

{2} امام جلال الدین سیوطی: الحاوی للفتاوی مطبوعہ بیروت ج 2 ص 232

{3} صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی: خزائن العرفان فی تفسیر القرآن تاج کمپنی لاہور ص 544

بعض مفسرین نے فرمایا: اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنیٰ یہ ہیں کہ زمانہ آدم وحوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک مؤمنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن تھے۔ {1}

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت مبارکہ کے تین مفہوم نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد تنقل فی الاصلاب ہے۔ یعنی جب آپ کا نور یکے بعد دیگرے آپ کے اجداد کی پشتوں سے منتقل ہوتے چلا آ رہا ہے تو اس وقت بھی آپ کو آپ کا رب دیکھ رہا تھا کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد کو قرآنِ کریم نے الساجدین (سجدہ کرنے والے) کہا ہے۔ اس لیے اکثر علماء نے اس آیت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا ہے اور اہلسنّت وجماعت کے کثیر التعداد جلیل القدر علماء کا یہی مسلک ہے۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بھی نسل انسانی دو حصوں میں بٹی تو مجھے اللہ تعالیٰ نے اس میں کیا جو ان دونوں میں سے بہتر تھا۔ اپنے والدین کے ہاں میری ولادت ہوئی اس حال میں کہ مجھے زمانہ جاہلیت کی کسی چیز نے ملوث نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین تک میرے اجداد اور جدات میں کوئی کبھی بھی بدکاری سے پیدا نہیں ہوا، میں تم سب سے نفس کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں اور باپ کے لحاظ سے بھی۔ {2}

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ امہات سے کوئی مشرک یا فاسق نہیں ہوا۔ کیونکہ مشرکین کے بارے میں صراحتاً مذکور ہے: **انما المشرکون نجس** (بے شک مشرک نجس ہیں) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء نجس نہیں ہو سکتے۔

قرآنِ پاک اور تفاسیر سے یہ مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح اور ظاہر و باہر ہو گیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین بلکہ تمام آباؤ اجداد موحد، متقی اور مسلمان تھے۔

{2} پیر محمد کرم شاہ الازہری: ضیاء القرآن 217:26 زیر حاشیہ 114 ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

{1} محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح بخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ج1 ص503

باب 3

ایمانِ والدین مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث کی روشنی میں

اب ہم والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ تمام آباؤ اجداد کے ایمان کا احادیث وآثار کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں (1) طہارت نسب، (2) خاندانی عظمت اور (3) والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرنے اور ایمان کی بحث ہوگی۔

(1) طہارت نسب:

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کو تمام عیوب و رزائل سے محفوظ رکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میں ہر زمانے میں بہترین لوگوں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت فی القرن الذی کنت فیہ۔ {1}

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں، میں اچھے گروہ کی طرف منتقل ہوتا آیا ہوں حتیٰ کہ اس گروہ میں آیا ہوں جس میں اَب ہوں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نسب شریف پر فخر کرتے ہوئے اباء کا نام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب {2} یعنی میں نبی اللہ ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے، میں حضرت عبدا مطلب کا بیٹا ہوں۔

ایک مقام پر فرمایا: انا ابن الذبیحین ۔ میں دو ذبیحوں (حضرت اسماعیل وحضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

امام احمد بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طہارت نسب کے بارے میں فرماتے ہیں:

آزر (بت تراش) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔ اس کی کئی

{1} احمد بن محمد القسطلانی: سیرت محمدیہ ترجمہ مواھب اللدنیہ مطبوعہ محمد علی کارخانہ تجارت کتب کراچی ج 1 ص 180 {2} ایضاً

وجوہات ہیں۔ان میں سے ایک وجہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: "الذی یراك حین تقوم و تقلبك فی الساجدین" اس آیت شریفہ کا معنی یہ ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ایک ساجد سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا تھا۔امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع باپ ودادا مسلمان تھے۔ {1}

اس روایت میں جہاں طہارت نسب پر روشنی پڑتی ہے وہاں ساتھ ساتھ ایک مشہور سوال جو طہارت نسب پر ہوتا ہے، کا جواب بھی دیا گیا ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ موحد اور مسلمان تھے ان کا نام تارخ تھا۔آزر جو بت تراش تھا آپ کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔قرآن مجید میں چچا کے لیے بھی ''اَبْ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لم تزل فی ضمائر الکون تختار لك الامھات و الاباء (ہر دور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین مائیں اور باپ حاصل کرتے رہے)۔ جیسے آپ کی ذات کمالات عالیہ کے عطا فرمائے جانے کے سبب باعظمت ہے ایسے ہی آپ کا نسب شریف بھی باعظمت ہے۔حضرت حوا سے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک آپ کی تمام مائیں اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ کے تمام باپ برگزیدہ تھے۔ {2}

حضرت حواء رضی اللہ عنہا سے چالیس بچے پیدا ہوئے، یہ سب کے سب جڑواں پیدا ہوئے۔حضرت شیث علیہ السلام ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقدس کے لیے پیدا ہوئے۔اس لیے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا تھا۔حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انتقال سے قبل اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو اس نور کے سلسلے میں وصیت فرمائی کہ اس نور کو پاکیزہ (پاکدامن) عورتوں میں رکھا جائے۔وصیت کا یہ سلسلہ ہر دور میں جاری رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی صلب میں منتقل کر دیا اور آپ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منتقل کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے نسب شریف کو زمانہ جاہلیت کے رزائل سے محفوظ رکھا۔ {3}

{1} علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی: جواہر البحار مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ج1 ص281

{2} علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی: الانوار المحمدیہ مطبوعہ ترکی ص15

{3} ایضاً

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم ماولدنی من سفاح الجاھلیۃ شئی ماولدنی الانکاح الاسلام۔ {1} رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے زمانہ جاہلیت کی کوئی بری چیز نہیں پہنچی البتہ میری پیدائش اسلامی نکاح سے ہوئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر برائی سے نہیں بلکہ نکاح سے منتقل ہوتا رہا ہوں حتیٰ کہ میرے والدین نے مجھے جنم دیا۔ مجھے اہل جاہلیت کی کوئی بری چیز نہیں پہنچی۔ {2}

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے: قال رسول اللّٰہ صلی علیہ وسلم خرجت من نکاح غیر سفاح۔ {3} رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں نکاح سے یعنی بغیر کسی برائی کے پیدا ہوا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے والدین نے کبھی کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف اچھی حالت میں منتقل فرماتا رہا۔ جب دو گروہ ہوئے تو میں بہترین گروہ میں رہا۔ {4}

(2) خاندانی عظمت:

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاندانی عظمت مثالی اور ممتاز تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنی خاندانی عظمت بیان فرمائی ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق فرمائی، مخلوق سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا انتخاب کیا، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے عرب کا انتخاب کیا، عرب سے قبیلہ مضر کا انتخاب کیا، مضر سے قریش کا انتخاب کیا، قریش سے بنی ہاشم کا انتخاب کیا اور مجھے

{1} علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی: الانوار المحمدیہ مطبوعہ ترکی ص 15
{2} امام جلال الدین سیوطی: الخصائص الکبریٰ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ج 1 ص 37
{3} امام جلال الدین سیوطی: الخصائص الکبریٰ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ج 1 ص 37
{4} محمد بن یوسف الشامی: سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مطبوعہ قاہرہ ج 1 ص 279

بنی ہاشم سے منتخب کیا۔ میں نیک لوگوں سے نیک لوگوں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ جو شخص اہل عرب سے محبت رکھتا ہے میری محبت کی وجہ سے رکھتا ہے' اور جو شخص اہل عرب سے بغض رکھتا ہے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے رکھتا ہے۔ {1}

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی خاندانی عظمت یوں بیان فرمائی:

خبردار! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا پھر اس سے دو گروہ بنائے تو مجھے ان دونوں میں سے بہترین گروہ میں منتقل فرمایا۔ ان کے مختلف قبائل بنائے مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں بنایا۔ پس میں گھر کے لحاظ سے تم سے بہتر ہوں اور ذات کے اعتبار سے بھی تم سے افضل ہوں۔ {2}

(3) والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہونا اور آپ پر ایمان لانا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی درخواست پر آپ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے پھر دُنیا سے رُخصت ہوئے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجون گھاٹی کی طرف پریشانی اور غم کی حالت میں نزول فرمایا۔ وہاں جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کھڑے رہے پھر آپ خوشی، خوشی واپس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ نے حجون گھاٹی کی طرف پریشانی اور غم کی حالت میں نزول فرمایا۔ آپ نے وہاں کچھ دیر قیام فرمایا پھر خوشی کی حالت میں واپس تشریف لائے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تو اس نے میری والدہ کو زندہ کیا، تو وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر اللہ نے ان کو واپس کر دیا۔ {3}

اس روایت میں صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ کے زندہ کرنے اور ایمان لانے کا ذکر ہے۔ ایک دوسری روایت میں والد ماجد اور والدہ ماجدہ دونوں کا ذکر ہے۔ اس روایت کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں بیان کرتے ہیں:

{1} عبدالرحمٰن بن جوزی: الوفا باحوال المصطفیٰ' مطبوعہ دارالکتب الحدیثیہ مصر ج1 ص78

{2} امام جلال الدین سیوطی: نشر العالمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین، مطبوعہ حیدرآباد دکن ص7

{3} امام جلال الدین سیوطی: السبل الجلیلة فی الاباء العلیه مطبوعہ حیدرآباد دکن ص9

انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سال ربہ ان یحیی ابویہ فاحیا ھما فاٰمنا بہ ثم اماتھما۔ {1} رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ربِّ کریم سے سوال کیا کہ آپ کے والدین کو زِندہ فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دونوں کو زندہ کردیا۔ دونوں آپ پر ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو موت دے دی۔

اس روایت کی ذیل میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کی رحمت وقدرت میں کمی نہیں آسکتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ اہل ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور بزرگی کا محور بنائے''۔

اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی درخواست پر والد اور والدہ دونوں کے زندہ ہونے اور ایمان کا ذکر واضح، صاف اور غیر مبہم الفاظ میں موجود ہے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حواشی درر کے حوالہ سے چند اشعار نقل فرمائے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کے زندہ کرنے اور ایمان لانے کے سلسلے میں ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

امنت ان ابا النبی وامہ
احیا ھما الحی القدیر الباری
حتی لقد شھدالہ برسالۃ
صدق فبذاك کرامۃ المختار
وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ
فھو الضعیف عن الحقیقۃ عار {2}

''میں اس بات پر ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہما کو ابدی زندہ، قادر مطلق اور مالک نے زندہ کیا۔ حتیٰ کہ دونوں (والدین کریمین) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ اے شخص! تو اس کی تصدیق کر کہ وہ سب کچھ رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کے لیے ہے اور اس سلسلے میں حدیث موجود ہے، جو شخص

{1} امام احمد رضا خان بریلوی: شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام مطبوعہ نوری کتب خانہ، لاہور ص 30
{2} علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی: جواہر البحار مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ج 1 ص 281

اس حدیث کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے"۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: واحیا ابویہ لہ حتی امنابہ {1} اللہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا حتیٰ کہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

روایات بالا سے واضح ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ پر ایمان لائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن میں صراحتاً موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے اجازت لیتے رہے لیکن اجازت نہ ملی۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسی روایات بہت پہلے کی ہیں اور منسوخ ہیں، کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو بعد میں زندہ کیا گیا اور وہ ایمان لائے۔ یعنی حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایسا ہوا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کا بھی انکشاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فاحیا امہ و کذا اباہ لایمان بہ فضلا لطیفاً۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ اور والد ماجد کو آپ پر ایمان لانے کے لیے زندہ کیا۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لطف وفضل ہے۔

اس کے ساتھ ہی علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ان اللّٰہ احیا ھما لہ فامنا بہ و ذلک فی حجۃ الوداع۔ {2} بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو آپ کے لیے زندہ کیا اور دونوں آپ پر ایمان لائے۔ یہ (واقعہ زندہ کرنے اور ایمان لانے کا) حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا۔

طہارت نسب، خاندانی عظمت، ابوین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرنے اور حضور پر ایمان لانے کی تحقیق اور نفیس بحث کے بعد ہمیں یہ نتیجہ اخذ کرنے میں مشکل نہیں رہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین قطعی مومن اور مسلمان ہیں۔

{1} امام جلال الدین سیوطی: الدرج المنیفہ فی الاباء الشریفۃ مطبوعہ حیدر آباد دکن ص 7

{2} امام جلال الدین سیوطی: الحاوی للفتاویٰ مطبوعہ بیروت ج 2 ص 233

ابوینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایمان پر علماءِ امت کا اجماع

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان پر علماءِ امت کا اجماع ہے۔ علامہ احمد بن محمد القسطلانی، علامہ ابن کثیر، علامہ محمد بن احمد القرطبی، علامہ علی بن محمد البغدادی، علامہ محمد بن یوسف الشامی، علامہ ابن جوزی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ اسماعیل حقی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اور امام احمد رضا خان بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو بے غبار کیا اور اس پر مستقل طور پر کتب تصنیف فرمائیں۔ سطورِ ذیل میں اس سلسلے میں چند علماء کے تاثرات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بحالت نماز اپنے والدین کے احترام کے سلسلے میں ارشادِ گرامی ہے کہ اگر میں اپنے والدین کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پالوں، خود عشاء کی نماز میں مصروف ہوں اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت بھی کر چکا ہوں پھر (ان کی طرف سے) آواز دی جائے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو میں لبیک (میں حاضر ہوں) کہہ کر جواب دوں۔ {1}

علامہ قاضی ابوبکر بن عربی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ جو آئمہ مالکیہ میں سے ایک ہیں، سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا: جو شخص یہ بات کہتا ہے وہ ملعون ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر دُنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے''۔ {2}

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے:

واعلم انه علیه الصلوة والسلام لم یشرکه فی ولادته من ابویه اخ و لا

{1} علامہ جلال الدین سیوطی: الحاوی للفتاویٰ مطبوعہ بیروت ج2 ص231

{2} علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی: الانوار المحمدیہ مطبوعہ ترکی ص16

لا ختہ۔{1}

یہ بات جان لینی چاہیے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد یا ان کے بہن بھائیوں میں سے کوئی مشرک نہیں تھا۔

امام موفق الدین بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ کی عبارت یہ ہے:

من قذف ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل مسلما کان او کافرا۔{2}

جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ پر (شرک وغیرہ) کی تہمت لگائے اس کو قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین جنتی ہیں۔ ابوطالب کے تخفیف عذاب والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے ابوطالب کو اس سے کیا نسبت، پھر ان کا عذر بھی واضح ہے کہ نہ انہیں دعوت پہنچی نہ اُنہوں نے زمانہ اسلام پایا تو اگر معاذ اللہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے ہوتے۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں وللہ الحمد''۔{3}

امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی کے سلسلے میں گوہر افشانی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

اب ذرا چشم حق سے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مراعات الٰہیہ کے الطاف خفیہ دیکھیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا نام پاک ''عبداللہ'' (رضی اللہ عنہ) کہ افضل اسماء امت ہے۔ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: احب اسماء لکم الی اللہ عبداللہ وعبدالرحمٰن یعنی تمہارے ناموں میں سے سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں''۔{4}

{1} علامہ جلال الدین سیوطی: الحاوی للفتاویٰ مطبوعہ بیروت ج2 ص233

{2} امام احمد رضا خان بریلوی: شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام مطبوعہ نوری کتب خانہ، لاہور ص6

{3} امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور ج2 ص106

{4} امام احمد رضا خان بریلوی: شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام مطبوعہ نوری کتب خانہ، لاہور ص2

چودہ سو سال بعد حقیقت کا انکشاف

1978ء کی بات ہے کہ حکومت سعودیہ نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کے سلسلے میں پروگرام تشکیل دیا۔ پروگرام کے مطابق مسجد نبوی کے پاس جو قبور تھیں ان کو جنت البقیع میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان قبور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبریں بھی تھیں۔ جب حضرت عبداللہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبروں کو کھولا گیا تو ان کے اجساد مبارکہ بالکل تروتازہ اور صحیح حالت میں پائے گئے۔ یہ خبر تقریباً تمام اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ روزنامہ "نوائے وقت" جو بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکا ہے، کی خبر درج ذیل ہے:

"کراچی 20 جنوری، یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسدِ مبارک جن کو دفن کیے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح وسالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام کے جسدِ مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے ہیں۔ جنہیں بعد ازاں جنت البقیع میں نہایت عزت واحترام کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کے جسم نہایت تروتازہ اور اصل حالت میں تھے۔" {1}

دلائل، براہین اور شواہد کی روشنی میں یہ مسئلہ پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد بالعموم اور والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بالخصوص موحد، مسلمان اور اہل جنت ہیں۔

علاوہ ازیں درج ذیل تاریخی وایمانی واقعہ سے بھی ہمارے عقیدہ کی تائید ہوتی ہے:

"بغداد سے چالیس میل دور ایک مقام کا نام "مدائن" تھا جس کا موجودہ نام سلمان پارک ہے۔ دائیں طرف تھوڑے سے فاصلہ پر دریائے دجلہ بہتا ہے۔ یہاں حضرت سلمان فارسی، حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہ کے مزارات ہیں۔ مؤخر الذکر دو صحابہ کرام کے مزارات عراق کے شاہ فیصل اول کے دور میں دوبارہ تدفین کے بعد بنوائے گئے۔ اس سے پہلے یہ دونوں مزارات "سلمان پارک" سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الیمان کی کنیت ابوعبداللہ، قبیلہ غطفان اور خاندان "عبس" تھا۔ آپ رسول اللہ کے قریبی صحابی تھے۔ ان کی اور ان کی والدہ دونوں کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگی تھی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ خندق کے علاوہ اور بھی کئی غزوات میں شریک ہوئے۔ عراق فتح ہونے پر حضرت عمر نے آپ کو نواح دجلہ کے بندوبست کا افسر مقرر کیا تھا۔ 32ھ میں آپ نے آذر بائیجان فتح کیا بعد میں مدائین کے حاکم بھی بنائے گئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برگزیدہ صحابی ہیں، آپ کی کنیت بھی ابوعبداللہ تھی، قبیلہ خزرج تھا۔ عقبہ ثانیہ میں والد سمیت مسلمان ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب قرض کی ضرورت ہوتی تو اکثر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے لیتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غزوہ خندق میں شریک تھے اور کئی غزوات میں بھی شرکت کی اور حجۃ الوداع کے موقع پر بھی آپ موجود تھے۔ ایک رات حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کے شاہ فیصل اول سے خواب میں فرمایا تھا کہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر کے مزار میں نمی آنی شروع ہوگئی ہے لہٰذا ہم دونوں کو یہاں سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلے پر دفن کر دیا جائے، بادشاہ اپنی مصروفیات کی بناء پر ان کو یہ خواب بھول گئے۔ دوسری شب خواب میں پھر وہی کہا گیا اور وہ پھر بھول گئے۔ تیسری رات عراق کے مفتی اعظم کو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں وہی بات کہی اور کہا کہ ہم دونوں بادشاہ سے کہہ رہے ہیں لیکن وہ مصروفیات کی وجہ سے بھول جاتا ہے، آپ بادشاہ سے کہیے کہ وہ ہم کو یہاں سے دوسری جگہ منتقل کروائے۔ مفتی اعظم نے اس وقت کے وزیر اعظم نوری السعید پاشا سے فون پر بات کی اور پھر تفصیلی ملاقات کر کے انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔

نوری السعید پاشا، مفتی اعظم کو لے کر بادشاہ کے پاس گئے، بادشاہ نے واقعہ سننے کے بعد کہا کہ ہاں میں ان کو خواب میں تین بار دیکھ چکا ہوں اور انہوں نے مجھے بھی ہر بار یہی حکم دیا ہے۔ غرض اس موضوع پر آپس میں کافی بات چیت ہوئی اور مفتی اعظم نے صحابہ کرام کے حکم پر عمل کرنے پر زور دیا لیکن بادشاہ نے کہا کہ پہلے احتیاطاً اس بات کی تصدیق کرالی جائے کہ واقعی دریا کا پانی ان کے مزارات کی طرف آ بھی رہا ہے یا نہیں۔ چنانچہ بادشاہ کے حکم سے عراق کے محکمہ تعمیرات کے چیف انجینئر اور عملے نے مزارات سے دریا کے رخ پر بیس منٹ کے فاصلے پر بورنگ وغیرہ کرا کر دیکھا، مفتی اعظم بھی وہاں موجود رہے، پورے دن کی تگ ودو کے بعد شام کو یہ رپورٹ دی گئی کہ پانی تو درکنار کافی نیچے سے جو مٹی نکلی ہے اس میں نمی تک نہیں۔ اسی رات حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ کے خواب میں پھر تشریف لائے اور اپنی بات دہرائی لیکن بادشاہ کو چیف انجینئر وغیرہ کی رپورٹ مل چکی تھی جس میں ماہرین اراضی نے بتایا تھا کہ پانی نہیں جا رہا لہٰذا انہوں نے خواب نظر انداز کر دیا۔ اگلی رات حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتی اعظم عراق کے خواب میں تشریف لائے اور اس دفعہ ان سے سختی سے کہا کہ ہمارے مزارات میں پانی گھستا چلا

{1} (روزنامہ "نوائے وقت" کراچی مورخہ 20 جنوری 1978ء)

آ رہا ہے لہٰذا ہمیں جلد از جلد یہاں سے منتقل کرا دیں۔ صبح مفتی اعظم پھر گھبرائے اور پریشان حالت میں بادشاہ کے پاس پہنچے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ کچھ پریشان سا ہوا' پھر کچھ ناراضگی اور جھنجھلاہٹ کے عالم میں کہنے لگا کہ مفتی اعظم آپ ماہرین اراضی کی رپورٹ دیکھ چکے ہیں' خود بھی موقع پر آپ موجود رہے پھر کیوں مجھے پریشان کرتے ہیں اور خود بھی پریشان ہوتے ہیں؟ مفتی اعظم نے کہا لیکن پھر بھی مجھے اور آپ کو برابر حکم دیا جا رہا ہے لہٰذا مزارات کھلوا دیجیے اور انہیں دوسری جگہ منتقل کرا دیجیے۔ شاہ عراق نے کہا اچھا تو پھر آپ فتویٰ دے دیجیے۔ چنانچہ اُنہوں نے فتویٰ دے دیا۔ یہ فتویٰ اور اس کے ساتھ شاہ عراق کا یہ فرمان کہ عیدالاضحیٰ کو ظہر کی نماز کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مزارات کھولے جائیں گے' اخبارات میں شائع کرا دیا گیا۔ اس فتویٰ اور فرمان کا شائع ہونا تھا کہ تمام عالم اسلام میں جوش و خروش اور ہلچل پھیل گئی۔ رائٹر نیوز ایجنسی اور دنیا کی دیگر ایجنسیوں کے ذریعے تمام خبر دنیا میں پھیل گئی۔ یہ حج کا زمانہ تھا اور تمام دنیا کے مسلمان مکہ معظمہ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے صحابہ کرام کے مزارات عیدالاضحیٰ کے کچھ دنوں بعد کھولنے کی درخواست کی تاکہ وہ بھی شریک ہو سکیں۔ شاہ عراق کے لیے یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ ایک طرف تمام عالم اسلام کا اصرار اور دوسری طرف خوابوں میں جلد از جلد مزارات کی منتقلی کی ہدایات بالآخر کچھ انتظامات کرنے کے بعد عیدالاضحیٰ سے دس دن بعد کی تاریخ مزارات کی منتقلی کے لیے مقرر کی گئی۔ لیکن (سلمان پاک) میں عیدالاضحیٰ کے بعد دس دنوں میں تقریباً پانچ لاکھ افراد جمع ہو گئے اس میں ہر مذہب' فرقہ اور عقیدہ کے لوگ تھے۔ کئی ملکوں سے سرکاری وفود آئے۔ ترکی کے کمال اتاترک کی نمائندگی ان کے ایک وزیر مختار نے کی' مصر کے شاہ فاروق جو اس وقت ولی عہد تھے نے بھی شرکت کی۔ آخر خدا خدا کر کے وہ دن آ گیا جس نے لوگوں کے دلوں میں ہلچل مچا رکھی تھی' یہ پیر کا دن تھا۔ عراق کے شاہ فیصل اول' مفتی اعظم عراق' عراق کی پارلیمنٹ کے تمام ارکان' لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزارات کو کھولا گیا تو واقعی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مزار میں پانی آ چکا تھا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مزار میں نمی آ چکی تھی۔ ایک کرین کے ذریعے جس میں پھاوڑے کے پھل کی طرح کا پھل لگا تھا اور اس پر ایک سٹریچر کس دیا گیا تھا' حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نعش مبارک کو زمین سے اس طرح اُٹھایا گیا کہ ان کی نعش مبارک کرین پر نصب شدہ اسٹریچر پر خود بخود آ گئی۔ اسٹریچر کرین سے الگ کیا گیا اور شاہ عراق مفتی اعظم' شہزادہ فاروق اور ترکی کے وزیر مختار نے کندھا دیا اور بڑی احتیاط و احترام سے شیشے کے ایک بکس میں رکھ دیا گیا۔ اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نعش مبارک کو قبر سے نکالا گیا۔ نعش ہائے مبارک کا کفن' حتیٰ کہ ریش ہائے مبارک کے بال تک بالکل صحیح حالت میں تھے۔ ان کو دیکھ کر ہرگز یہ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ یہ تیرہ سو سال پہلے کی نعشیں ہیں بلکہ یہ گمان ہوتا تھا کہ ان کو رحلت فرمائے دو تین گھنٹے ہوئے ہیں۔ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دونوں صحابہ کرام کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں اتنی پر اسرار چمک تھی کہ کئی لوگوں نے چاہا کہ وہ لگاتار دیکھتے رہیں لیکن ان کی آنکھیں اس چمک کے آگے ٹمٹماتی ہی نہ تھیں۔ ٹھہر بھی کیسے سکتی تھیں جن آنکھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو وہ آنکھیں۔ سبحان اللہ! ایک شہرت یافتہ جرمن ماہر چشم نے یہ منظر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا وہ بے اختیار ہو کر آگے بڑھا اور مفتی اعظم کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرام کی بزرگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

دونوں صحابہ کرام کی لاشیں شیشے کے بکسوں میں رکھی ہوئی تھیں اور رونمائی کی غرض سے چہروں پر سے کفن مبارک ہٹا دیا گیا تھا۔ عراقی فوج نے باقاعدہ سلامی دی' توپوں سے بھی سلامی دی گئی۔ مجمع نے نماز جنازہ پڑھی اور یہ تمام کارروائی پورے مجمع کو 30 فٹ لمبی اور 20 فٹ چوڑی سکرین پر بذریعہ ٹیلی ویژن کیمرہ دکھائی گئی جس کی وجہ سے تقریباً پانچ لاکھ افراد نے بڑے سکون سے تمام کارروائی دیکھی ورنہ ہزاروں افراد زیارت کے شوق میں ریل پیل اور ہڑبونگ میں کچل کر مر جاتے۔ اس کے بعد صحابہ کرام کے جنازوں کو پورے ادب و احترام کے ساتھ سلمان پارک کی طرف لے جایا جانا شروع کیا گیا۔ راستے میں ہوائی جہازوں نے غوطے لگا کر سلامی دی اور ان پر پھول برسائے۔ کئی جگہ جنازے رکوائے گئے اور تقریباً چار گھنٹے بعد یہ جنازے سلمان پارک' حضرت سلمان فارسی کے مزار کے پاس پہنچے یہاں اعلیٰ فوجی حکام نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ سفراء نے پھول نچھاور کیے اور انہیں افراد نے جنہوں نے لاشوں کو سب سے پہلے کرین سے اتارا تھا پورے ادب و احترام کے ساتھ' قبروں میں جو پہلے سے تیار تھیں رکھا اور اسی طرح توپوں کی گرج' فوجی بینڈوں کی گونج اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کے درمیان ان صحابہ کرام کو سپردِ خاک کر دیا۔ اس موقع پر اور اس واقعہ کو دیکھ کر اتنے لوگ خدا اور اس کے دین کی حقانیت پر ایمان لے آئے کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل تھا' اگلے دن بغداد کے سینماؤں میں اس واقعہ کی فلم دکھائی گئی۔

یہ واقعہ آج دنیا میں صداقت اسلام کی ایک زندہ مثال ہے۔ ہماری حکومت پاکستان سے گزارش ہے' خصوصی وزیر مذہبی امور سے کہ وہ اس واقعے کی فلم جو یقیناً حکومت عراق کے پاس محفوظ ہوگی' کی کاپیاں پاکستان میں منگوا کر یہاں کے سینماؤں اور ٹیلی ویژن پر دکھائیں تاکہ آج کے مسلمانانِ پاکستان بھی اس زیارت کا شرف حاصل کر سکیں"۔ {1}

{1} روزنامہ "جنگ" لاہور مورخہ 6/ فروری 1983ء

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ